131160 ـ فوت شدہ پر رمضان میں دن کے وقت جماع کا کفارہ ہونے کی صورت میں اولاد کیا کرے ؟

سوال

میرے والد صاحب فوت ہو چکے ہیں اللہ ان پر ر حم کرے اور ان کا مال بھی ورثاء میں تقسیم ہو چکا ہے، میری والدہ نے مجھے بتایا کہ آپ کے والد نے پچیس تیس برس قبل میرے ساتھ رمضان المبارک میں دن کے وقت ہم بستری کر لی تھی، اور والدہ اس پر موافق نہیں تھی، والدہ نے مجھے یہ اس وقت بتایا جب وہ آپریشن کے بعد ہاسپٹل سے باہر آ رہی تھیں.

انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے آپ کے والد کو کہا تھا کہ ایسا کرنا جائز نہیں، اسے چاہیے کہ وہ اس کے متعلق دریافت کرے، تو آپ کے والد نے کہا کہ اس نے توبہ کر لی ہے اور اللہ غفور رحیم ہے.

والدہ کہتی ہیں کہ شرم و حیاء کی بنا پر انہوں نے نہ تو سوال دریافت کیا اور نہ ہی ہمیں بتایا، والدہ اس کے کفارہ میں دو ماہ کے روزے رکھنا چاہتی ہے میں نے انہیں بتایا کہ اس واقعہ میں ان کا کوئی قصور اور گناہ نہیں اس لیے آپ پر کچھ لازم نہیں آتا، اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ والدہ کی صحت بھی ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتی، لہذا آپ بتائیں کہ ہماری والدہ پر کیا لازم آتا ہے، اور ہمارے فوت شدہ والد کے متعلق اولاد ہونے کے ناطے ہم پر کیا لازم آتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اگر تو آپ کی والدہ کو رمضان المبارک میں دن کے وقت جماع پر مجبور کیا گیا اور خاوند نے اسے ہم بستری پر مجبور کیا تو آپ کی والدہ پر کفارہ نہیں ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" بلاشبہ اللہ سبحانہ و تعالی نے میری امت سے خطا و بھول چوک اور جس پر انہیں مجبور کیا گیا ہو معاف کر دیا ہے "

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2043) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن ماجہ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے.

لیکن اگر آپ کی والدہ اس پر راضی تھی تو اس پر بھی روزے کی قضاء اور کفارہ ہے.

رمضان المبارك میں جماع كرنے والے شخص كے بارہ میں مستقل فتوى كمیٹى كے علماء كا كہنا ہے:

" اس پر ایك غلام آزاد كرنا واجب ہے، اگر اس كى استطاعت نہیں تو پھر وہ مسلسل دو ماہ كے روزے ركھے، اور اگر اس كى بھى استطاعت نہیں ركھتا تو ساٹھ مسكینوں كو كھانا دے، ہر مسكین كو ایك مد گندم دے، اور اس كو اس روزے كى بھى قضاء كرنا ہو گى.

لیكن عورت نے اگر تو یہ كام راضى و خوشى كیا تو اس كا حكم بھى مرد والا ہے، اور اگر عورت كو ایسا كرنے پر مجبور كیا گیا ہے تو اس پر صرف روزے كى قضاء ہو گى " انتہى.

دیكھیں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (10 / 302).

اور جب اس پر كفارہ واجب ہو اور آپ یہ كہہ رہے ہیں كہ وہ روزے ركھنے كى استطاعت نہیں ركھتى تو اس كو چاہیے كہ وہ ساٹھ مسكینوں كو كھانا كھلا دے.

مزید آپ سوال نمبر (1672) كے جواب كا مطالعہ كریں اس میں دن كے وقت رمضان میں ہم بسترى كرنے كا كفارہ بیان كیا گیا ہے.

دوم:

اور آپ كے والد كے بارہ میں یہ ہے كہ اس پر مسلسل دو ماہ كے روزے ركھنا واجب تھے، اور جس دن میں اس نے ہم بسترى كى اس روزہ كى قضاء كرنا تھى، اور جبكہ وہ فوت ہو چكا ہے اور ایسا نہیں كیا اس لیے یا تو اس كى جانب سے كوئى روزے ركھے اور مسلسل دو ماہ كے روزے ركھے كیونكہ نبى كریم صلى اللہ علیہ وسلم كا فرمان ہے:

" جو فوت ہو جائے اور اس كے ذمہ روزے ہوں تو اس كى جانب سے اس كا ولى روزے ركھے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1147).

اور یہ دو ماہ كے روزے ایك سے زیادہ اشخاص میں تقسیم كرنا جائز نہیں، بلكہ صرف ایك ہى شخص مسلسل دو ماہ كے روزے ركھے تا كہ یہ صادق آئے كہ اس نے دو ماہ كے مسلسل روزے ركھے ہیں.

یا پھر اس كى جانب سے ہر دن ایك مسكین كو كھانا كھلا دو.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" اگر میت كے ذمہ دو ماہ كے مسلسل روزے ركھنا واجب ہوں، یا تو اس كے ورثاء میں سے كوئى ایك شخص وہ

روزے رکھے، یا پھر ہر ایك دن کے بدلے ایك مسکین کو کھانا کھلا دے " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (6 / 453).

اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ رمضان کے فرضی روزے یا نذر یا کفارہ کے روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی جانب سے جب چاہے روزے رکھے " انتہی

دیکھیں: فتاوی نور علی الدرب (199 / 20).

اور شیخ سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جس فوت شدہ شخص کے ذمہ رمضان المبارك کے روزے ہوں اور وہ تندرست ہو جانے کے باوجود روزے نہ رکھے تو اس کی جانب سے ہر روزے کے بدلے ایك مسکین کو کھانا کھلانا واجب ہے جتنے روزے ہوں اتنے ایام کھانا کھلایا جائے.

اور شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کے ہاں یہ ہے کہ: اگر اس کی جانب سے روزے رکھے جائیں تو کفائت کر جائینگے، اور یہ قوی الماخذ ہے " انتہی

دیکھیں: ارشاد اولی البصائر و الالباب (79).

اور یہ کھانا کھلانا ترکہ میں سے واجب ہے، اور اگر کوئی شخص کھلا دے اور اپنے مال سے ادائیگی کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں.

واللہ اعلم .